



سوال

(281) پوتا کا جائیداد میں حصہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہفت روزہ اہل حدیث شمارہ نمبر: 24 کے احکام وسائل میں آپ نے لکھا ہے کہ پوتاملپنے دادا کی جائیداد سے محروم رہتا ہے۔ آپ کا جواب شکوک شبہات کا باعث ہے۔ یعنی آدمی کا بیٹا فوت ہو جائے۔ فوت ہونے والے کی چھوٹی اولاد بھی ہو۔ ایسے حالات میں بیوہ اور یتیم اولاد کو وراثت سے محروم کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اسلام کی حقانیت سے انکار ممکن نہیں، لیکن یہاں اسلام نے یتیموں اور بیواؤں کے حق کو کیوں ساقط کر دیا ہے جبکہ دوسرے مذاہب یتیم پوتوں کو حق دیتے ہیں اور انہیں کسی صورت میں محروم نہیں کرتے۔ مہربانی فرما کر مفصل جواب دیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بندہ مسلم کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بجالاتا ہے اور سب و اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو اسلام کے حوالے کر دیتا ہے۔ دین اسلام دیگر ادیان کے مقابلہ میں، اس لئے بلند و برتر ہے کہ اس میں اعتدال کا حسن ہے۔ درج ذیل سوال میں سطحی جذبات کے پیش نظر اسلام کی حقانیت کو چیلنج کیا گیا ہے، حالانکہ جس قدر یتیموں کے حقوق کا خیال دین اسلام کی تعلیمات میں ہے دیگر ادیان میں اس کا عشر عشر بھی نہیں ہے۔ اس تنہیدی گزارش کے بعد واضح ہو کہ اسلام نے میراث کے سلسلہ میں اقربا کے فقر و احتیاج اور ان کی بے چارگی کو بنیاد نہیں بنایا؟ عیساکہ یتیم پوتے کے متعلق سوال میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ مستقبل میں مالی معاملات کے متعلق ذمہ داری کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اگر اس سلسلہ میں کسی کا محتاج اور بے بس ہونا بنیاد ہوتا تو ارشاد باری تعالیٰ بایں الفاظ نہ ہوتا کہ ”مذکر کے لئے دو مونث کے برابر حصہ ہے۔“ بلکہ اس طرح ہوتا کہ مونث کے لئے دو مذکر کے برابر حصہ ہے کیونکہ لڑکے کے مقابلہ میں لڑکی مال و دولت کی زیادہ حاجت مند ہے اور اس بے چارگی کے سبب میت کے مال سے اسے زیادہ حقدار قرار دیا جانا چاہیے تھا۔ اسی طرح شوہر کو زوجه کی اولاد نہ ہونے پر نصف جائیداد کا مستحق قرار دیا گیا ہے جبکہ زوجہ کو شوہر کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ایک چوتھائی کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے، حالانکہ حاجت مندی، بے چارگی، عدم کسب معاش اور نسوانی وصف کا تقاضا تھا کہ شوہر کے لئے ایک چوتھائی اور بیوی کے لئے نصف مقرر ہوتا۔ ان حقائق کا واضح مطلب ہے کہ وراثت میں حاجت مند ہونا یا عدم اکتساب یا بے چارگی قطعاً ملحوظ نہیں ہے۔ موجودہ دور میں وراثت کے متعلق جس مسئلہ کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے وہ میت کی اپنی حقیقی اولاد موجود ہونے کے باوجود یتیم پوتے، پوتی، نواسے اور نواسی کی میراث کا مسئلہ ہے، یعنی دادا یا نانا کے انتقال پر اس کے اپنے بیٹے کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد دادا یا نانا کے ترکہ سے میراث پانے کی مستحق ہے یا نہیں، اس مسئلہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر بیسویں صدی تک کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ دادا یا نانا کے انتقال پر اگر اس کا کوئی بیٹا موجود ہو تو اس کے دوسرے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو کوئی حصہ نہیں ملے گا، اس مسئلہ میں نہ صرف اہل سنت کے مشہور فقہی مذاہب، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ، نیز شیعہ، امامیہ وزیدیہ اور ظاہریہ سب متفق ہیں، بلکہ غیر معروف ائمہ فقہاء کا بھی کوئی قول اس کے خلاف منقول نہیں، البتہ حکومت پاکستان نے ۱۹۶۱ء میں

مارشل لاکے ذیلیے ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت یہ قانون نافذ کر دیا گیا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اپنے پیچھے ایسے لڑکے یا لڑکی کی اولاد کو چھوڑ جائے جو اس کی زندگی میں فوت ہو چکا ہو تو مرحوم یا مرحومہ کی اولاد دیگر بیٹوں کی موجودگی میں اس حصے کو پانے کی مستحق ہوگی جو ان کے باپ یا ماں کو ملتا اگر وہ اس شخص کی وفات کے وقت موجود ہوتے۔ پاکستان میں اس قانون کے خلاف شریعت ہونے کے متعلق اکثریت نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا تھا کہ یہ قانون امت مسلمہ کے اجتماعی نقطہ نظر کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے :

”اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے متعلق حکم دیتا ہے کہ مذکر کے لئے اس کا حصہ دو مونث کے حصہ کے برابر ہے۔“ [النساء: ۱۱]

اس آیت کریمہ میں اولاد، ولد کی جمع ہے جس کے معنی جننے کے ہیں۔ جو جنے ہوئے معنی میں استعمال ہوا ہے لیکن ولد کے معنی دو طرح مشتمل ہیں

1۔ ایک حقیقی جو بلا واسطہ جنا ہوا ہو، یعنی بیٹا اور بیٹی۔

2۔ دوسرے مجازی جو کسی واسطہ سے جنا ہوا ہو، یعنی پوتا اور پوتی۔

بیٹیوں کی اولاد نواسی اور نواسے اس کے مضموم میں شامل نہیں ہیں کیونکہ نسب باپ سے چلتا ہے، اس بنا پر نواسہ اور نواسی لفظ ولد کی تعریف میں شامل نہیں ہیں۔ یہ بھی ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب تک حقیقی معنی کا وجود ہوگا مجازی معنی مراد لینا جائز نہیں ہے، یعنی لفظ ولد کے حقیقی معنی بیٹا یا بیٹی کی موجودگی میں پوتا اور پوتی وغیرہ مراد نہیں لیے جاسکیں گے، لہذا آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے پوتی کا کوئی حق نہیں ہے وہ پوتا پوتی زندہ بیٹے سے ہوں یا مرحوم بیٹے سے، امام جصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”امت کے اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حق تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد میں حقیقی اولاد مراد ہے اور نہ اس میں اختلاف ہے کہ پوتا حقیقی بیٹے کے ساتھ اس میں داخل نہیں ہے اور نہ اس میں اختلاف ہے کہ اگر حقیقی بیٹا موجود نہ ہو تو مراد بیٹیوں کی اولاد سے بیٹیوں کی نہیں، لہذا یہ لفظ صلبی اولاد کے لئے ہے اور جب صلبی نہ ہو تو بیٹی کی اولاد کو شامل ہے۔“ [احکام القرآن، ص: ۶۹، ج ۲]

پھر احادیث میں ہے کہ وراثت کے مقررہ حصے ان کے حقداروں کو دو، پھر جو بچے وہ میت کے سب سے قریبی مذکر رشتہ دار کے لئے ہے۔ [صحیح بخاری، الفرائض: ۶۴۲]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے مقررہ حصے لینے والوں کے بعد وہ وارث ہوگا جو میت سے قریب تر ہوگا، چنانچہ بیٹا پوتے سے قریب تر ہے، اس لئے پوتے کے مقابلے میں بیٹا وارث ہوگا۔

شریعت نے وراثت کے سلسلہ میں اقرب فالاقرب کے قانون کو پسند فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”ہر ایک کے لئے ہم نے موالی بنائے ہیں، اس ترکہ کے جسے والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔“ [النساء: ۳۳]

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور والا رشتہ دار محروم ہوگا، لہذا بیٹی کی موجودگی میں پوتا وراثت سے حصہ نہیں پائے گا۔

البتہ اسلام نے اس مسئلہ کا حل بایں طور پر فرمایا ہے کہ مرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے قیم پوتے، پوتیوں، نواسے، نواسیوں وغیرہ وارث حاجت مند رشتہ داروں کے حق میں مرنے سے پہلے اپنے ترکہ سے 1/3 کی وصیت کر جائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”تم پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ اگر کوئی اپنے پیچھے مال چھوڑے جا رہا ہے تو موت کے وقت اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے، یہ پرہیزگاروں پر فرض ہے۔“ [البقرہ: ۱۸۰]

چونکہ حدیث کے مطابق وارث رشتہ دار کے لئے وصیت جائز نہیں ہے، اس لئے والدین کے لئے وصیت جائز نہیں ہے، البتہ دیگر رشتہ دار جو محتاج اور لاچار ہیں ان کے لئے وصیت کرنا ضروری ہے اگر کوئی قیم پوتے، پوتیوں کے موجود ہوتے ہوئے دیگر غیر وارث افراد یا کسی خیراتی ادارہ کے لئے وصیت کرتا ہے تو حاکم وقت کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ حاجت مند قیم



پوتے، پوتیوں کے حق میں اس وصیت کو نافذ قرار دے، ہاں، اگر دادا نے اپنی زندگی میں یتیم پوتے، پوتیوں کو بذریعہ بہرہ ترکہ کا کچھ حصہ پہلے ہی دے دیا ہو تو اس کی وصیت کا عدم قرار دینے کے بجائے اس کو نافذ کر دیا جائے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2 صفحہ: 293